بروصال امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

رفت از جہاں بخاری یکتائی ایں زمن آں تابع کتاب و آں پیرِ و سنن
آں صاحبِ فرست آں صاحبِ فِطن سر چشمۂ شرافت، افعالِ اوحسن
آں غازی و مجاہد درِ راہ ذوالمنن آں سرفروشِ ملت آں زبدۂ وطن
بنیاں کن فرنگی ہم مرزا شکن ازہیبِ او لرزہ درقلب برہمن
دیگر چو او نزاید از خاک ایں وطن سحرالبیان لبانش گوہر فشاں دہن
دائم گزیدہ عزلت اردار پُر محن شد گور خانۂ او پیرانہش کفن
گل شد چراغِ خانہ شمع انجمن یا باغبان جُدا شد از سبزۂ چمن
چوں کرد روح پاکش پرواز زبدن دادہ سروشِ غیبی ایں مُژدہ بمن

"اللہ کردہ جائیش در جنتِ عدن"

۱۳۸۱ھ

عطاء اللہ خان عطار مرحوم رگنڈا پور
ڈیرہ اسمٰعیل خان

پیکرِ حُرّیت واستقامت

حادثے اٹھے، زمیں کانپی فلک چکرا گیا
کوہساروں کی جبینوں پر پسینہ آگیا
رہنما ایسا کہ مالا بار سے لاہور تک
ہر کسی پیر و جواں کے قلب کو گرما گیا

(شورش کاشمیری)

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی

اقبالؒ کے حضور میں

قادیانی سر ظفر اللہ کے خلاف علامہ سے ایک بیان لینے کی دلچسپ کہانی

مارچ ۱۹۳۷ء کا ایک دن میری زندگی میں ایسی یادگار حیثیت اختیار کر گیا کہ اس کی یادوں کی چاندنی آج بھی میرے افکار اور محسوسات کی دنیا کو جگمگائے ہوئے ہے۔ یہ وہ دن تھا جب مجھے زندگی میں پہلی بار نابغہ روزگار حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کے حضور حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

میں ان دنوں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں زیرِ تعلیم تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ملت اسلامیہ کے دلوں میں قادیانیوں کے دل آزار معتقدات اور ژاژ خائیوں کے باعث بے زاری کا ایک طوفان برپا تھا۔ پنجاب میں انجمن حمایت اسلام نے اپنے ایک تاریخی اجلاس میں جو علامہ اقبالؒ کی صدارت میں ہوا تھا، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے انجمن کے اداروں سے الگ کر دیا تھا۔ پنجاب کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بھی طلبہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے اور یونیورسٹی کے اداروں سے الگ کر دینے کا مطالبہ کر رکھا تھا۔ اس سلسلے میں مولانا ظفر علی خانؒ اور سید عطا اللہ شاہ بخاری جیسی قومی شخصیات کی تقریریں یونیورسٹی میں گونج چکی تھیں اور طلبہ میں زبردست ذہنی ہیجان برپا تھا کہ اچانک یہ انکشاف طلبہ پر برق بن کر گرا کہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے سر ظفر اللہ خان قادیانی کو کانووکیشن ایڈریس پڑھنے کی دعوت دی ہے جسے موخر الذکر نے منظور کر لیا ہے۔ سر ظفر اللہ خان ان دنوں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے اور اس حیثیت میں بہت اثر و رسوخ کے مالک تھے یہاں تک کہ مسلمانوں کے زبردست احتجاج کے باوجود مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

یہ خبر یونیورسٹی کے ان طلبہ پر برق بن کر گری جو یونیورسٹی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے سرگرم عمل تھے، چنانچہ طلبہ نے باہم مشورے سے فیصلہ کیا کہ وہ سر ظفر اللہ کی یونیورسٹی آمد پر زبردست مخالفت کریں گے۔ قاری محمد انوار صمدانی، محمد شریف چشتی، سردار عبدالوکیل خان اور راقم الحروف نے مل کر طے کیا کہ اس تحریک کے سلسلے میں علامہ اقبالؒ سے رجوع کیا جائے۔ مسلم اخبارات الجمعیۃ، زمیندار وغیرہ میں اداریے اور شذرات لکھوائے جائیں، چنانچہ ان اخبارات نے یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کے اس فعل کی مذمت کی کہ ان کی دعوت پر سر ظفر اللہ مسلم یونیورسٹی کے جلسہ انعامات سے خطاب کریں اور طلبہ میں اسناد تقسیم کریں۔

تمام ساتھیوں کے مشورے سے راقم الحروف علامہ اقبالؒ سے ملاقات کے لئے لاہور